# اخبارات و مجلات کی نظر میں

ترتیب: عبداللطیف طاہر

## روزنامہ جنگ کراچی :

"جید عالم دین، شیخ الحدیث اور شیخ القرآن، بلند پایہ محقق اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی جمعرات کی صبح دہشت گردوں کے ہاتھوں شہادت، انتہائی اندوہناک واقعہ اور امت مسلمہ کا ناقابل تلافی نقصان عظیم ہے.... مولانا لدھیانوی شہیدؒ کی شخصیت اور ان کا تحقیقی کام پوری دنیائے اسلام میں نہایت احترام و عقیدت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے، انکے لاکھوں ارادت مند نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں....

مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نہ صرف ایک نہایت بلند پایہ عالم دین تھے بلکہ وہ ایک نہایت عظیم محبّ وطن تھے، وہ کسی بھی حوالے سے پاکستان کو کسی بھی طرح سے کوئی نقصان پہنچنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے، مولانا شہیدؒ نے اپنی زندگی کے پچاس سے بھی زائد سال تعلیم و تدریس اور تحقیق و تبلیغ اور ترویج و اشاعت اسلام میں صرف کئے اور تادم آخر اسی مشن پر تھے، مولاناؒ کی پوری زندگی میں غیر مصروف رہنے کا تصور نہیں تھا، انہوں نے خود بھی ہر لمحہ دینی مصروفیت میں اور کام کرتے گزارا اور وہ یہی چاہتے تھے کہ ارتقا کا پہیہ زندگی کے کسی شعبے میں بند نہیں ہونا چاہئے....

(ہفتہ ۱۵ / صفر المظفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۰ مئی ۲۰۰۰ء)

## روزنامہ جسارت کراچی :

"...مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر تھے، وہ کسی

طرح کی فرقہ واریت میں ملوث نہیں تھے اور شیعہ سنی گروہوں میں مفاہمت کے لئے کوشاں تھے، ان کی شخصیت نہ صرف غیر متنازعہ تھی بلکہ تمام حلقوں میں ان کا احترام کیا جاتا تھا....“

(ہفتہ ۱۵/ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ)(مطابق ۲۰ مئی ۲۰۰۰ء)

## روزنامہ عوام کراچی :

”ممتاز عالم دین، محدث، محقق اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ جمعرات کی دوپہر نامعلوم افراد کی فائرنگ سے شہید ہو گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون..... -

مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ملک میں اہم دینی اور مذہبی حیثیت رکھنے کے ساتھ ایک غیر متنازعہ شخصیت تھے، انکے تلامذہ اور عقیدت مندوں کی تعداد لاکھوں میں ہے، روزنامہ جنگ میں عوامی مسائل کے حل پر مبنی ان کا کالم ۱۹۷۸ء سے شائع ہو رہا تھا، اور جس کے سبب عوام سے ان کی وابستگی اور اسکے جواب میں عوام کی طرف سے ان سے محبت و عقیدت میں گرانقدر اضافہ ہوا تھا، علم حدیث اور دیگر علمی، مذہبی اور دینی موضوعات پر ان کی ۳۰ سے زائد کتابیں مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہیں، تحفظ ختم نبوت کے لئے مولاناؒ نے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں ایک استاذ کی حیثیت سے انہوں نے رشد وہدایت کی شمع روشن کر رکھی تھی، اور ہزاروں طلبأ ان سے استفادہ کرتے تھے۔ ایسی علمی شخصیت کا ہمارے درمیان سے اٹھ جانا ایک قومی المیہ ہے اور ان کی شہادت سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا بھرنا آسان نہیں ہوگا....“

(جمعہ، ۱۴/ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ)(مطابق ۱۹ مئی ۲۰۰۰ء)

## روزنامہ ایکسپریس کراچی :

”.... مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی شہادت سے اشاعت دین اور علوم اسلامیہ کی ترویج کو شدید نقصان پہنچا ہے، مولانا مرحوم ممتاز عالم دین، محقق، اسکالر، محدث اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر، اقرأ روضۃ الاطفال کے سربراہ، جامعہ بنوری ٹاؤن کے استاذ حدیث، ممتاز روحانی شخصیت اور پاکستان کے سینکڑوں مدارس کے سرپرست تھے، حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی ولادت ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۱ء کو عیسیٰ پور ضلع لدھیانہ

ہندوستان میں ہوئی، تقسیم ہند کے بعد مولانا ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے پاکستان آئے اور ملتان میں خیر المدارس میں اپنی تعلیم مکمل کی، تعلیم سے فراغت کے بعد کچھ عرصے ماموں کانجن ضلع فیصل آباد، پھر جامعہ رشیدیہ ساہیوال اور پھر تاحیات جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں دینی تعلیم کے شعبے سے منسلک رہے، مولانا کی تدریسی خدمات کا دائرہ پچاس برسوں پر محیط ہے، پاکستان اور بیرون ملک مولانا کے شاگردوں کی تعداد لاکھوں میں ہے، مولانا تصوف میں شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ اور ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ سے خلافت و جانشینی کا اعزاز بھی رکھتے تھے۔ پاکستان کے علاوہ امریکہ، کینیڈا، برطانیہ، جرمنی اور جنوبی افریقہ سمیت دنیا بھر میں مولانا کے مریدین کا وسیع حلقہ موجود ہے۔ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے عقیدۂ ختم نبوت اور دیگر علمی موضوعات پر ۱۰۰ سے زائد کتابیں لکھیں، جن میں کئی کتابوں نے عالمگیر شہرت حاصل کی اور کئی زبانوں میں ان کا ترجمہ کیا گیا۔ ان کی زیر ادارت بینات، ہفت روزہ ختم نبوت اور ماہنامہ لولاک شائع ہوتا رہا، مولانا مرحوم کی شہرت ولیاقت اور عالمانہ فضیلت کا چرچا دیگر ممالک تک بھی پھیلا ہوا تھا۔ پاکستان میں افغان قونصل خانے کے ایک اعلیٰ افسر نے بتایا کہ مولانا کی شہادت کی خبر پر افغانستان خصوصاً کابل میں بھی سوگ کی کیفیت طاری ہو گئی اور وہاں لوگ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے، مولانا مرحوم دو روز قبل ہی افغانستان کے ایک ہفتے کے نجی دورے سے وطن واپس آئے تھے۔ مولانا کو افغانستان میں طالبان نے مکمل سرکاری پروٹوکول دیا تھا۔ مولانا نے اس دورے کے دوران طالبان کے امیر ملا عمر سمیت وزراأور دیگر سرکاری حکام سے ملاقات کی تھی...“

(ہفتہ ۱۵ / صفر المظفر ۱۴۲۱ھ)(مطابق ۲۰ مئی ۲۰۰۰ء)

## روزنامہ امت کراچی:

”ممتاز عالم دین اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر مولانا محمد یوسف لدھیانوی جمعرات کی صبح نامعلوم دہشت گردوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے، شہادت ان کی دلی آرزو تھی، جو بارگاہ الٰہی میں قبول ہو گئی لیکن جن ظالموں نے عالم اسلام کو ایک عالم بے بدل سے محروم کر دیا وہ دنیا و آخرت ان شاء اللہ دونوں جگہ بدترین عذاب سے دوچار ہوں گے۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی درجنوں کتابوں کے مصنف اور درجنوں ہی دینی مدارس کے سرپرست تھے۔ شیخ الحدیث کے منصب پر فائز مولانا مرحوم لوگوں کے مسائل کا قرآن وسنت کی روشنی

میں جوابات دیتے جو ایک اخبار میں ہر جمعہ کو شائع ہوتے رہے۔

مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی بے شمار دینی خدمات میں اہم ترین مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے قادیانیوں کے خلاف ان کا قلمی جہاد تھا۔ انہوں نے بڑے عام فہم اور مدلل انداز میں عقیدہ ختم نبوت کے منکر قادیانیوں کے خلاف سینکڑوں مضامین اور متعدد کتابیں تصنیف فرمائیں جن کے انگریزی تراجم بھی شائع ہوتے رہے....“(ہفتہ ۱۵/صفر المظفر ۱۴۲۱ھ)(مطابق ۲۰ مئی ۲۰۰۰ء)

## روزنامہ ریاست کراچی:

”ممتاز مذہبی اسکالر، صف اول کے عالم دین، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اور ان کے ڈرائیور کو شہید کر دیا گیا، قوم ایک ایسے مذہبی رہنما سے محروم ہو گئی جس کی شخصیت ایک سایہ دار درخت کی مانند تھی، دینی اور فقہی مسائل کے لئے جب بھی لوگوں کو کوئی مسئلہ درپیش ہوا وہ مولانا یوسف لدھیانویؒ سے رہنمائی حاصل کر کے مطمئن ہوتے۔

مولانا ناموس رسالتؐ کے علمبردار تھے، منکرین ختم نبوت انکے نام سے لرزہ براندام تھے، مرحوم نے اپنی درجنوں تصانیف کے ذریعے ختم نبوت اور اسلام کی عظمت کی جو وکالت کی وہ ہماری دینی تاریخ کا روشن پہلو ہے، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ جیسے اسکالر صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں، ان کی المناک موت سے جو خلا پیدا ہوا ہے شاید وہ کبھی پر نہ ہو....“(۲۰ مئی ۲۰۰۰ء)

## روزنامہ جرأت کراچی:

عالم اسلام ایک مفسر قرآن و حدیث سے محروم ہو گیا، بلاشبہ مولانا مرحوم کی شہادت عالم اسلام کے لئے ایک المیے سے کم نہیں.... مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانویؒ جیسے بلند پایہ عالم دین یقیناً ہماری قوم کے لئے سرمایہ تھے انہوں نے ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کیا متعدد کتابیں تصنیف کیں، یقیناً عالم اسلام کے لئے ان کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، اللہ انہیں غریق رحمت کرے۔ آمین (ہفتہ ۱۵/صفر المظفر ۱۴۲۱ھ)(مطابق ۲۰ مئی ۲۰۰۰ء)

## روزنامہ اساس کراچی :

"..... دین کا ایک عالم زمین پر اللہ کی رحمت ہوتا ہے، ایک عالم کا یوں اٹھ جانا ایک برکت سے محرومی کے مترادف ہے : ایک جید عالم دین کی شہادت ایک قومی سانحے سے کم نہیں اور یہ بات سچ ہے کہ اس نقصان کی تلافی مدتوں نہیں ہوسکے گی۔ مرحوم ایک قومی اخبار کے دینی صفحے سے مدتوں وابستہ رہے۔ اخبار میں جہاں ان کے مضامین شائع ہوتے رہے وہاں دینی مسائل کے حوالے سے لوگوں کے مسائل کے دینی حل بھی بتاتے رہے۔

..... ان کے تصنیفی کام کا ایک بڑا حصہ قادیانیت کی تردید پر مشتمل ہے۔ وہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر تھے اور قادیانیوں کے خلاف ان کی سرگرمیاں محض تصنیفی ہی نہیں بلکہ وہ ایک عملی کارکن بھی تھے..... مولانا جہاد کے زبردست داعی تھے۔ (ہفتہ ۱۵ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ)
(مطابق ۲۰ مئی ۲۰۰۰ء)

## روزنامہ خبریں کراچی :

"..... ممتاز عالم دین مولانا محمد یوسف لدھیانوی کے قتل سے پورے ملک میں فضا سوگوار ہے، ان کی شخصیت کبھی متنازعہ نہیں رہی، وہ ہمیشہ درس و تدریس کے امور میں مصروف رہتے تھے، ان کے شاگردوں کی بہت بڑی تعداد ملک بھر میں پھیلی ہوئی ہے، ان کی ذات سے کسی کو کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی تھی، بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے سیاست سے الگ تھلگ رہنے کا تہیہ کر رکھا تھا اور اپنے اس عزم پر مرتے دم تک قائم رہے۔ صرف دینی امور میں دلچسپی رکھتے تھے۔ اور دینی تعلیم کے حوالے سے ان کی شخصیت قابل احترام تھی کہ انہیں نقصان پہنچانے کا تصور نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ان کے قتل پر بعض حلقوں نے رائے دی ہے کہ انہیں قادیانیوں نے سازش کر کے اپنے راستے سے ہٹایا ہے۔ کیونکہ وہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر متحرک تھے۔ یہ بھی کہا جارہا ہے کہ ان کو قتل کر کے فرقہ وارانہ دہشت گردی کا تأثر نمایاں کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ شیعہ اور سنی نفرت میں اضافہ کیا جاسکے۔ تمام آرا اور خدشات کا جائزہ لیا جائے تو یہی بات سامنے آتی ہے کہ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کا قتل اسلام اور پاکستان کے دشمنوں کی گہری سازش ہے....." (ہفتہ ۱۵ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ)(مطابق ۲۰ مئی ۲۰۰۰ء)

ماہنامہ دارالعلوم دیوبند :

"…. مولانا محمد یوسف لدھیانوی بین الاقوامی شخصیت کے مالک تھے، آپؒ کے مذہبی مضامین ہندوستان اور پاکستان کے رسائل واخبارات میں شائع ہوتے رہے ہیں، مولانا محمد یوسف لدھیانوی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کے خلیفہ مجاز تھے، وہ صرف پاکستان کی امانت نہ تھے، بلکہ ہندوستانی مسلمانوں کا بھی ورثہ تھے…."۔

حضرت مفتی صاحب مرحوم کی شخصیت طبقہ علماً میں معروف ومشہور تھی، حضرت مرحوم کی علمی دینی خدمات کی وجہ سے علماً اسلام میں ان کو ایک خاص مقام حاصل تھا، ملت اسلامیہ ان کی تالیفات وفتاویٰ سے خوب خوب استفادہ کرتی رہی اور ان شاٗ اللہ کرتی رہے گی۔

حضرت مفتی صاحب مرحوم نے مختلف موضوعات پر عالمانہ ومحققانہ تصنیفات چھوڑی ہیں، خصوصاً "تحفظ ختم نبوت" اور "رد قادیانیت" کے موضوع پر مفتی صاحب مرحوم کے رسائل کی تین ضخیم جلدیں "تحفہ قادیانیت" کے نام سے شائع ہوچکی ہیں جو رد قادیانیت پر کام کرنے والوں کے لیے قیمتی مواد پر مشتمل ہیں۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے نامور شاگرد حضرت علامہ محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مفتی محمد یوسف لدھیانوی مرحوم پر بھرپور اعتماد فرماتے تھے…."۔

خداوند کریم حضرت مفتی صاحب مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔…."۔

(جون ۲۰۰۰ء)

ماہنامہ آئینہ مظاہر علوم سہارنپور :

"…. حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی پاکستان کے نامور عالم دین، فقہ وفتاویٰ کے نیر تاباں، سلوک وطریقت کے درخشندہ ستارے، مختلف علمی، فقہی، معاشرتی اور اصلاحی تقریباً ۳ درجن کتب کے مصنف، ماہنامہ "بینات" کراچی کے بیباک ایڈیٹر، حضرت اقدس مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ کے مرید باصفا اور عارف باللہ حضرت اقدس ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ اور محدث کبیر حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کے خلیفہ خاص اور حضرت مولانا سید محمد

یوسف بنوریؒ کے منظور نظر تھے....."۔

علمی ذوق وشوق کے ساتھ تھانوی اور مدنی ذوق کا حسین امتزاج، حنفی المشرب اکابر واسلاف کا نمونہ، تقویٰ وطہارت، سلوک وتصوف اور مختلف صفات وخصوصیات سے متصف ہونے کے باوصف زبان وقلم کے بادشاہ اور اپنی بات کے استدلال میں بے مثال تھے، فرق باطلہ بالخصوص قادیانیت کے حق میں شمشیر برہنہ تھے، انہوں نے قادیانیوں سے متعدد بار کامیاب مناظرے بھی کئے تھے اور مختلف کتب بھی تحریر فرمائی تھیں.... ان کے علاوہ ہند وپاک کے مختلف اخبارات ورسائل میں بھی قادیانیت کی سرکوبی اور مذمت کی اور سادہ لوح عوام کو قادیانی کے دجل وفریب سے آگاہ وباخبر فرمایا تھا"اختلاف امت اور صراط مستقیم" لکھ کر باطل فرقوں اور شیطانی ٹولوں کے دانت کھٹے کردیئے تھے اور ان کی اس کتاب کا باطل عقائد وافکار اور مسموم خیالات ونظریات رکھنے والوں کے پاس کوئی جواب نہیں ہے، غرض حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ تقریباً ۴ درجن علمی تحقیقی کتب کے مصنف تھے اور دنیا بھر میں عقیدت واحترام کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے....."۔ (جون / جولائی ۲۰۰۰ء)

## ماہنامہ "الحق" اکوڑہ خٹک :

".... گزشتہ دنوں ملک کے معروف ومشہور عظیم عالم وفاضل، ادیب، انشأ پرداز، صحافی، ناصح، زاہد، مدرس، مربی، مفتی اور برگزیدہ ہستی حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کو دن دہاڑے ہنگاموں کے شہر کراچی میں بے دردی کے ساتھ شہید کردیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی ہشت پہلو شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، بس یہی کہا جاسکتا ہے کہ مولانا مرحوم کا وجود علم وعمل کا جیتا جاگتا نمونہ تھا آپ کی ہر سانس، ہر صدا اور قلم کی ہر جنبش علم وفضل کی ترقی، اسلام کی سربلندی اور امت مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ کے لئے بے تاب اور سرگرم عمل تھی، زندگی کا کون سا ایسا شعبہ ہے جس پر آپ نے تنہا کئی اداروں سے بڑھ کر کام نہ کیا ہو؟ تصنیفات وتالیفات اور تحقیقی مضامین کا ایسا ذخیرہ آپ نے وراثت میں چھوڑا ہے کہ امت مرحومہ کو تشنگی کا شکوہ ہی نہ رہے۔ افسوس کہ درندہ صفت قاتلوں نے ایک ایسے گوہر نامدار کو ہم سے چھین لیا جس کی اس مفلس اور غریب قوم کو اس وقت کافی ضرورت تھی، ستم ایجاد گردش دوراں اور طوفان فنا نے ایک اور مشعل راہ کو ہمیشہ کے لئے گل کردیا، عرصہ شب دیجور

میں چراغ پہ چراغ بجھا جا رہا ہے، اور اندھیرے پہ اندھیرا بڑھتا چلا جا رہا ہے- آسمان علم و فضل کے اکثر ستارے ایک ایک کر کے گرد پوش ہو رہے ہیں، ذرا نگاہ اٹھا کر دیکھئے تو دور دور تک روشنی نظر نہیں آرہی ہے، اپنی محرومیوں اور بد نصیبی کی شدت دیکھ کر ماتم پہ ماتم کئے جایئے- امت مسلمہ پر بھوک وافلاس اور قحط تو برسوں سے سایہ فگن ہے، لیکن اس قحط الرجال نے تو لاغر امت مرحومہ کی بالکل کمر توڑ کر رکھ دی ہے......-

اب تو عالم اسلام کا چہرہ کسی مفلس بیوہ کا روپ دھار چکا ہے جس کا ماضی درخشاں رہا ہو، لیکن اس کے جھریوں بھرے ہاتھ کی لکیروں میں مستقبل، مخدوش بلکہ خدانخواستہ بانجھ نظر آرہا ہو، افسوس کہ دست بیداد اجل نے مسلمانوں اور خصوصاً اہل پاکستان کو اپنے اکابر، مشائخ اور محبان وطن کے آخری سلسلوں سے بھی محروم کرنا شروع کر دیا ہے، نتیجتاً آج قافلہ امت دشتِ غم اور کربلائے حیرت میں حزین و حیران کھڑا نظر آرہا ہے- حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے مدرسہ کو نہ جانے کس کی نظر کھا رہی ہے کہ کل تلک مدرسہ کے منبر و محراب اور درس گاہوں میں جو علم و فضل کے چراغ جگمگا رہے تھے وہ یکے بعد دیگرے گل ہونا شروع ہو گئے ہیں، بڑی مشکل سے یہی ایک چراغ ضوفشاں پرانے چراغوں میں سے روشنی کے لئے باقی رہ گیا تھا سو فنا کی مہربانیوں سے وہ آخری چراغ بھی بجھ گیا :ایک اور چراغ بجھا اور بڑھی تاریکی۔

...... مولانا لدھیانویؒ کے قلم کا یہ اعجاز تھا کہ جس موضوع پر بھی قلم اٹھاتے خواہ وہ علمی، تحقیقی، تاریخی، ادبی، تنقیدی اور جیسا بھی مغلق موضوع ہوتا آپ اس پر ایسا مواد پیش کرتے کہ موضوع کا حق ادا ہو جاتا تھا......-

علاوہ ازیں فرق باطلہ کے تعاقب میں آپ نے مختلف علمی مضامین، تحقیقی مقالات لکھ کر ان کو بے نقاب کیا، خصوصاً ڈاکٹر فضل الرحمان اور پرویزی فتنے، قادیانیت، شیعیت اور دیگر فرقوں کا موثر مقابلہ کیا، اسی طرح اصلاح امت کے لئے تبلیغی مضامین پر مشتمل کئی کتابیں تحریر فرمائیں، آپ کی شخصیت مجمع البحرین تھی، شریعت اور طریقت کے آپ ایک حسین امتزاج تھے، آخری عمر میں تو آپ تصوف کے رنگ میں مکمل طور پر "ومن احسن من اللّٰہ صبغۃ" کی تصویر بنے ہوئے تھے اور بے شمار پڑھے لکھے لوگ اور نامور علمائے کرام نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے تزکیہ نفس کے مراحل طے کئے، اللہ تعالی مرحوم کی خدمات عالیہ کو آپ کیلئے آخرت کا

توشہ بنائے...."۔ آمین

## ماہنامہ "الخیر" ملتان :

"واسفاہ! اہل دل واہل عزیمت، نمونہ اسلاف ور ہنمایان ملت، حاملین شریعت و پیکر سنت جس سرعت سے اس دنیا سے اٹھے جا رہے ہیں، دُنیا ایک وحشت کدہ معلوم ہونے لگی ہے، ابھی عالمِ اسلام کی محبوب شخصیت نادرۂ روزگار اور جامع کمالات ہستی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی قدس اللہ سرہ کی دردناک جدائی پر آنسو خشک نہیں ہوئے تھے کہ ایک اور المناک سانحہ اور جاں گداز المیہ نے پوری ملت اسلامیہ کو سوگوار کردیا ہے۔

مادرِ علمی جامعہ خیر المدارس کے مایہ ناز فرزند اور استاذ العلماءً حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہ کے تلمیذ رشید، صلابت و ثقاہت کے امام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کسی شقی القلب کے ہاتھوں خلعت شہادت پاکر رب کے حضور سرفراز ہوگئے، "یا ایتھا النفس المطمئنة ارجعی الیٰ ربک راضیة مرضیة، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

یوں لگتا ہے جیسے زمانہ نے زبردست کروٹ لی ہے۔ ۱۳/ صفر ۱۴۲۱ھ، ۱۸/ مئی ۲۰۰۰ء جمعرات کا دن مسلمانان برصغیر بلکہ پوری اسلامی دنیا کو ایک المناک حادثہ کی یاد دلاتا رہے گا، حریمِ نبوت کا پاسبان، اسرارِ شریعت کا نکتہ رس، اور علم ومعرفت کا آفتاب دنیا کے افق سے غائب ہوگیا، علم وفقاہت کی مجلس اجڑ گئی، ملت ایک صاحب بصیرت اور متاع دین ودانش سے محروم ہوگئی، یوسفِ کارواں رخصت ہوگیا، محدثِ وقت علامہ بنوری رحمہ اللہ کی روایات کا امین اور ان کی یادگار "بینات" کا سرپرستِ محتشم پوری ملت کو اداس و بے یار ومددگار کرگیا، مسلمان اس یوسفِ گم گشتہ پر مدتوں آنسو بہائیں گے۔

الکرب مجتمع والصبر مفترق
القلب محترق والدمع مستبق

کسی ایسی ہستی کے بارے میں قلم اٹھانا جو میراثِ نبوت سے سرفراز اور بے شمار خصائص کی حامل ہو اور جس سے اللہ رب العزت نے اپنے دین کا غیر معمولی کام لیا ہو، نہایت مشکل مرحلہ ہے، مولاناؒ ایسی جامع صفات کے مالک تھے جو بہت کم دیکھنے میں آتی ہیں، اپنے اعلیٰ

اوصاف اور بزرگانہ کمالات کی وجہ سے ملک کے جید علمأ کرام کے حلقہ میں یکساں محبوب و محترم اور صائب الرائے سمجھے جاتے تھے، نسلِ نو کی اسلامی خطوط پر فکری اور ذہنی تربیت کے لئے مولاناؒ نے زندگی کا ایک بڑا حصہ صرف کیا، وہ طبقہ علمأ میں اپنی محبوب وہردلعزیز شخصیت کے باعث اپنی الگ پہچان رکھتے تھے، مولاناؒ کی علمی خدمات کا دائرہ زمان کے اعتبار سے نصف صدی کو محیط ہے، جس میں انہوں نے مسندِ تدریس کو رونق بخشنے کے علاوہ عصرِ حاضر کی چکاچوند کرنے والی زندگی میں رستہ بھٹکنے والے بے شمار خاندانوں اور ہزارہا نوجوانوں کو اسلامی احکامات اور تعلیمات سے آگاہ کیا، فکری تعصّبات کو رفع کیا اور نظریاتی و تحقیقاتی تضادات کا ازالہ کیا، حق تعالی شانہ نے انہیں اسلامی تعلیمات کو سہل اور دلنشین انداز میں بیان کرنے کی حیرت انگیز صلاحیتوں سے نوازا تھا، مولاناؒ کی تصنیفات و تالیفات کا عدد ۱۰۰ تک پہنچتا ہے، جن میں چند صفحات کے پمفلٹ سے لے کر نو جلدوں تک کی ضخیم کتابیں بھی ہیں، عصرِ حاضر میں مولاناؒ کے قلم نے کفر والحاد اور دجالی فتنوں کے خلاف ایک مجاہد کی تلوار کا کام کیا، وہ مسلمانوں کے فروعی اختلافات پر نہایت دلسوزی کے ساتھ ناصحانہ انداز میں لکھتے تھے جس میں کسی کی تحقیر و تضحیک یا دلآزاری کا شائبہ بھی نہ ہوتا تھا، مگر باطل فرقوں بالخصوص ختم نبوت اور عظمت و ناموس صحابہؓ کے منکرین کے خلاف ان کا قلم سیفِ بے نیام تھا، دشمنانِ دین کو ان کے مقابلہ میں ہمیشہ شکست وہزیمت اٹھانا پڑتی تھی اور شاید انہی قوتوں نے علم و عمل کے اس روشن مینار کو زمین بوس کر کے اپنی ذلت ورسوائی کو چھپانے کی کوشش کی ہے....

جیسا کہ عرض کیا گیا تحریر و انشأ پردازی میں مولانا مرحوم کو درجہ کمال حاصل تھا، ان کے قلم سے مختصر و طویل بے شمار مقالات و مضامین زینتِ قرطاس بنے، زود نویسی کے باوجود ان کی تحریر سلاست و دل نشینی اور سہل ممتنع کا دلکش نمونہ ہوتی تھی، ایک مرتبہ مولانا مرحوم نے ایک ہی نشست میں فل سکیپ کے اسی (۸۰) صفحات قلم برداشتہ تحریر فرمائے، ایک صاحب نے مولانا مرحومؒ کی علمی استعداد اور مقام کا امتحان لینے کے لئے ایک مسئلہ پر پانچ سوالات تحریر کئے، جواباً مولاناؒ نے ہر سوال کے جواب میں ۱۰۰ صفحات لکھے اور یوں پانچ سو صفحات پر مشتمل ایک علمی خزینہ منظر عام پر آگیا....

اسلامی جمہوریہ میں دین کے ایسے بطل جلیل کو، جو نا معلوم کتنے اکابر کی محنتوں کا مجموعہ

اور دعاؤں اور آرزوؤں کا محور تھا.... ایسے رہنمائے ملت وپاسبان دین صدیوں بعد ملتے ہیں.... کو کس بے دردی اور بے حسی کے ساتھ شہید کر دیا گیا؟ بد بخت دہشت گردوں کو شاید معلوم نہ ہو کہ انہوں نے کس چراغ کو بجھادیا.... یہ بڑا مقدس اور محبوب خون تھا- کیا بے گناہ خون رنگ لائے بغیر رہے گا؟ کیا مسلمانان پاکستان اس کے وبال کا خمیازہ بھگتنے کا دل گردہ رکھتے ہیں؟ یہ وبال دستک دے کر نہیں آتے، ہاں ایسی بے قراریاں، محرومیاں اور بد نصیبیاں ساتھ لاتے ہیں جو گلے کا ہار اور ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ بن جاتی ہیں:

زمین پر تم اٹھاتے ہو جو فتنے سوچ لو اتنا
پکار اٹھی زمیں تو آسمان تک بات پہنچے گی

مولانا مرحومؒ آج ہم سے جدا ہو چکے ہیں لیکن انہوں نے اس دور کی جاہلیت جدیدہ کی تاریکیوں میں علم و فضل کی جو قندیل روشن کی ہے وہ مدتوں فروزاں رہے گی اور نشانِ منزل کا پتہ دیتی رہے گی، مولانا مرحومؒ بلند قامت دینی شخصیت، بے مثال محقق اور عظیم النظیر مصنف ہونے کے باوجود تواضع وانکسار کا پیکر تھے....''۔ (ربیع الاول ۱۴۲۱ھ)

## ماہنامہ ''البلاغ'' کراچی:

''ملک کے معروف صاحب قلم اور صاحب نسبت بزرگ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب صدر، جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن کے استاذ حدیث اور اپنے وقت کے نامور عالم ربانی مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب کو ۱۳/ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۸/ جون ۲۰۰۰ء بروز جمعرات سفاک قاتلوں نے شہید کر دیا، اناللہ وانا الیہ راجعون......۔

جن حضرات نے مولانا مرحوم کو دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ ان کی زندگی اتباع سنت کی تجلیات سے منور تھی وہ اپنے شگفتہ قلم اور مشفقانہ تکلم سے دین حنیف کی خدمت میں شبانہ روز سرگرم عمل رہتے تھے، ان کی متواضع شخصیت اور شیریں گفتگو اپنی طرف کھینچتی تھی اور ان کا حکیمانہ انداز تخاطب و نگارش دلوں میں گھر کرتا تھا، مرحوم اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اٹھنے والے فتنوں سے بے چین رہتے تھے اور مجاہدانہ جذبے سے ان کی سرکوبی کیلئے آمادۂ پیکار رہتے تھے، ناموس رسالتؐ کے تحفظ کا معاملہ ہو، حضرات صحابہؓ کے تقدس کا دفاع ہو یا معاشرے میں منکرات وبدعات کی وجہ سے پھیلی ہوئی ظلمتوں کا مقابلہ! ہر میدان میں مولانا مرحوم سینہ سپر

رہتے تھے، اور بڑی حکمت ودانائی کے ساتھ باطل کے مقابلہ میں حق بات ذہن نشین کراتے تھے، مختلف فتنوں کی حقیقت جاننے کے لئے ان کی وقیع تصانیف سے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد نے استفادہ کیا اور ان کی زندگیوں میں انقلاب آیا۔

مولانا اپنے وقت کے معروف صاحب طریقت بزرگ بھی تھے ان کے سوزِ دروں نے بہت سے طالبان حق کے اطوار زندگی بدل ڈالے اور انہیں اتباع سنت کے رنگ میں رنگ دیا۔

روزنامہ جنگ" کے اسلامی صفحہ میں ہر جمعہ کو ان کی بصیرت افروز نگارشات پر مبنی کالم "آپ کے مسائل اور ان کا حل" عوام وخواص میں بڑا مقبول تھا، لوگ اس کا انتظار کرتے تھے، یہ کالم فقہی وغیر فقہی مسائل میں لوگوں کی مشکلات حل کرتا تھا اور دینی وشرعی نقطہ نظر سے ان کی راہنمائی کرتا تھا اس کالم کی وجہ سے عوام کا ایک بڑا طبقہ حضرت مولاناؒ کا عقیدت مند اور دلدادہ تھا۔

حضرت مولانا عالمی تحریک مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب سرپرست بھی تھے اور ہر سال برطانیہ جاکر قادیانی اور مرزائی فتنے کی شرانگیزی کے خلاف وہاں کے مقیم مسلمانوں کو خبردار کرتے رہتے تھے، یہ برطانیہ ہی تھا جس نے اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی میں اس فتنے کی تخم ریزی کی تھی، اور اب عالم کفر میں برطانیہ ہی وہ واحد ملک ہے جس نے قادیانیت کے علمبرداروں کو پناہ دی ہوئی ہے اور کافرانہ فتنے کا یہ شجرہ خبیثہ انگریز ہی کی حفاظت میں اب تک زندہ ہے، جبکہ بحمد اللہ پاکستان میں اس کے برگ وبار سوکھ رہے ہیں، حضرت مولانا کفرستان میں جاکر اس فتنے کے لیڈروں کو للکارتے تھے تاکہ یہ لوگ مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ نہ ڈال سکیں۔

مولانا کا قلب ہر مظلوم مسلمان کی آہ سن کر مضطرب ہوجاتا تھا، کشمیر سمیت دنیا کے مختلف خطوں میں کافرانہ عصبیت اور وحشیانہ درندگی کا شکار ستم رسیدہ مسلمانوں کی حالت زار پر مرحوم بہت بے چین رہتے تھے، وہ عالم اسلام کا قیمتی اثاثہ تھے وہ مرد قلندر تھے کوئی مادی وسائل نہیں رکھتے تھے لیکن ان کے نالہ ہائے نیم شبی کی دولت اسلام اور اہل اسلام کے مسائل ومشکلات کے لئے وقف تھی۔

اسلام اور پاکستان کے دشمنوں سے انکا وجود برداشت نہیں ہوا اور اندرونی وبیرونی

دشمنوں نے اس روشن چراغ کو گل کر دیا......:

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ایسے دیدہ ور کی وفات پاکستان کے مسلمانوں کے لئے بڑا سانحہ ہے- وان فی اللّٰہ عزاء أمن کل مصیبة وخلفأ من فائت وانا للّٰہ وانا الیہ راجعون-

رب کریم ان کی شہادت کو قبول فرمائے ان کو جنت الفردوس میں مقام قرب سے نوازے، انکے پسماندگان کو صبر جمیل عطاٗ کرے اور انکی مظلومانہ شہادت دین حق کی سربلندی اور اسلام و مسلمانوں کے خلاف پھیلے ہوئے فتنوں کی سرکوبی کے لئے بہت سے یوسفوں کی آمد کی نوید بنے"- آمین (البلاغ جون ۲۰۰۰ء)

## ماہنامہ "حق چاریار" لاہور:

"...... مولانا کی شہادت سے عالم اسلام خصوصاً اہل پاکستان ایک عظیم مذہبی اسکالر سے محروم ہو گیا، قحط الرجال کے اس دور میں مولانا کی شہادت ایک عظیم سانحہ ہے-

مولانا لدھیانویؒ نے اپنی ساری زندگی تعلیم و تدریس، تحقیق، تبلیغ، ترویج اسلام واشاعت اسلام میں گزاری، آپ کی شخصیت اور آپ کا علمی تحقیقی کام پوری دنیا میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے- مولانا لدھیانویؒ کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے شائد وہ کبھی پر نہ ہوسکے ...... مولانا لدھیانوی کے اندر دینی حمیت بہت تھی، مسلک حق کا دفاع کرنا اپنا فریضہ سمجھتے تھے، آپ مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر تھے اور رد قادیانیت پر گراں قدر خدمات سرانجام دے رہے تھے، اس کے باوجود داخلی فتنوں رافضیت، مودودیت اور خارجیت کی خطرناک چالوں سے بھی بے خبر نہ تھے اور انکے تعاقب اور مسلک حق کے تحفظ کو بھی ضروری سمجھتے تھے......"- (جون ۲۰۰۰ء)

## ماہنامہ "لولاک" ملتان:

"فقیہہ العصر، دین کے ماہ درخشندہ، علم کے نیر تاباں، پیکر عجز و نیاز، قاطع مرزائیت، معروف روحانی شخصیت اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف

لدھیانوی کو ۱۸/ مئی ۲۰۰۰ء بروز جمعرات صبح دس بجے سربازار درندہ صفت دہشت گردوں نے گولیوں کا نشانہ بناکر شہید کرڈالا۔۔۔۔۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ایک اچھے اور کامیاب مدرس ہونے کے باعث متاثر کن واعظ اور خطیب تھے، زبان وبیان کی سادگی سامعین کو بات سمجھانے میں خاص مددگار ثابت ہوتی تھی، اس خوبی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی نے مولاناؒ کو قلم پر مکمل دسترس بھی ودیعت فرمائی تھی، رد قادیانیت کے ضمن میں مولاناؒ کی قلمی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکے گا۔ قادیانی فتنہ کے عقائد وعزائم اور مذہبی احتساب میں مولاناؒ کی قلمی جراحت کو نمایاں حیثیت حاصل رہے گی، مرزائیت کے قلمی احتساب کے ضمن میں حضرت لدھیانویؒ بلاشبہ وقت کے مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ تھے، قادیانی فتنہ سے متعلق مولاناؒ کی فکر مندی کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتاہے کہ انہوں نے پہلا مضمون ہی قادیانیت کی تردید کے ضمن میں لکھا تھا۔

مولاناؒ نے محاسبہ قادیانیت کے سلسلے میں جو چھوٹے بڑے رسائل اور پمفلٹ تحریر فرمائے تھے انہیں عوام الناس میں بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی، یہ تمام پمفلٹ اپنے وقت میں اور آج بھی دلائل وبراہین کے اچھوتے انداز کے باعث نہ صرف عام فہم ہیں بلکہ متاثر کن بھی ہیں:۔۔۔۔۔

مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ دین کے مبلغ داعی اور اسکالر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک سچے عاشق رسولؐ بھی تھے جب سرور دو عالم ﷺ کا نام زبان پر آتا تو ان پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوجاتی، چہرہ اشکبار ہوجاتا، انکا وجود عجز ونیاز اور محبت وعقیدت کے پیکر میں ڈھل جاتا۔ جن حضرات نے مولاناؒ کا آخری دیدار کیا وہ گواہی دیں گے کہ چہرے پر طمانیت اور عجب تبسم شفاعت خداوندی کا ثبوت دے رہا تھا، مولاناؒ شہادت سے ایک ہفتہ قبل جہاد کی برکات کا نظارہ کرنے کیلئے افغانستان تشریف لے گئے تھے۔۔۔۔۔ ایک محاذ پر آپ نے کلاشنکوف چلانے کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا:

> "ہم لوگ اب تک تو قلم کا جہاد کرتے رہے ہیں، آج اصل جہاد میں بھی شریک ہوگئے ہیں"۔

حضرت مولاناؒ وطن واپس لوٹے تو ایک انٹرویو کے دوران شہادت کی دعا مانگی جو اللہ

تعالیٰ نے قبول فرمائی اور تیسرے روز مولاناؒ شہادت کے اعلیٰ منصب پر فائز ہو گئے......"۔

(ربیع الاول ۱۴۲۱ء)

## ماہنامہ "الحسن" لاہور :

"شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا مہاجر مدنیؒ اور حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ کے خلیفہ، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری کے تلمیذ خاص اور مسترشد، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر، جامعہ زکریا الخیریہ کے مہتمم، جامعہ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے مایہ ناز استاذ حدیث، حضرت مولانا محمد یوسف بنوری قدس سرہ کے معتمد خاص، ماہنامہ "بینات" کراچی کے مدیر، روزنامہ جنگ کراچی، ہفت روزہ ختم نبوت اور ماہنامہ "اقرأ ڈائجسٹ" کے ممتاز کالم نگار، سینکڑوں مضامین، بیسیوں رسائل اور چالیس سے زائد ضخیم کتب کے مصنف حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کو انتہائی سفاکانہ اور ظالمانہ طریقے سے شہید کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون......۔

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی قدس سرہ کی المناک شہادت پوری ملت کے لئے شدید ترین المیہ اور افسوسناک سانحہ ہے، حضرت محض ایک بلند پایہ عالم دین ہی نہ تھے بلکہ اس دور کے عظیم دانش ور، ادیب، مفکر، محقق، مصلح اور رہنما تھے، آپ خاموشی سے لیکن بہت ہی دلسوزی اور ہمہ گیری کے ساتھ مختلف محاذوں پر عملی، اصلاحی، دینی اور روحانی خدمات انجام دے رہے تھے، آپ کی تحریریں، بیانات، تصانیف اور اصلاحی مواعظ ملت کے ایک بڑے طبقے کی دینی رہنمائی اور اصلاح کا ذریعہ تھے، جدید تعلیم یافتہ طبقے سے لے کر نیم خواندہ عوام تک سب آپ کی تحریروں کے گرویدہ اور آپ کی مشفقانہ شخصیت کے عقیدت مند تھے، خصوصاً ہمارے معاشرے کا وہ طبقہ جو مغرب زدہ اور مغرب کی مادی وسائنسی ترقی سے مرعوب ہے، حضرت کی نگارشات پر بہت اعتماد اور آپ کے سنجیدہ ومتین قلم کو بہت پسند کرتا تھا، اور یہ ایسی صفات ہیں جو انحطاط کے اس دور میں خال خال ہی پائی جاتی ہیں، اس بنا پر حضرت پوری ملت اسلامیہ خصوصاً پاکستانی قوم کے لئے عظیم سرمایہ تھے اور ان سے محرومی ایسا زبردست نقصان ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسی قوم کا کیا بنے گا، جو ایسی نادر روزگار ہستیوں سے محروم ہوتی چلی

جارہی ہے، اور پھر جس مظلومانہ حالت میں حضرت شہید ہوئے وہ کلیجے کو چھلنی کئے دیتی ہے، حضرت خالص عالمانہ اور ٹھیٹھ درویشانہ مزاج رکھتے تھے، اپنی علمی مصروفیات اور فرائض منصبی کی ادائیگی کے علاوہ انہیں کسی چیز سے سروکار نہ تھا، ایسی درویش منش اور فرشتہ صفت شخصیت پر یوں دن دھاڑے ظالمانہ حملہ ایسا قومی سانحہ ہے جو زوال پذیر معاشرے کے بدترین انحطاط کی علامت ہے، انکی شہادت ایک فرد کی وفات نہیں پوری ملت کے قیمتی سرمائے کا ضیاع ہے، ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جو اپنے نبی کے چہرے کو خون آلود کرے، علمأ انبیأ کرام کے وارث ہیں، انبیأ کے وارثین کو شہید کرنے والوں کی فلاح ایسے ہی مشکل بلکہ ناممکن ہے جیسے کہ انبیأ کرام علیہم السلام کو تکلیف دینے والوں کی......۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت سے صرف انکے متعلقین، تلامذہ اور مریدین کو ہی صدمہ نہیں پہنچا، تمام دینی جماعتوں اور دین دار عوام کو دھچکا لگا ہے، ایسی بابرکت ہستیوں کا کسی معاشرے سے اٹھ جانا اور پھر اس مظلومانہ طریقے سے، بہت ہی خطرناک علامت ہے، اور پوری قوم کے لئے لمحہ فکریہ ہے.....“ (جون ۲۰۰۰ء)

## ماہنامہ ”الصیانۃ“ لاہور:

”......حضرت لدھیانویؒ قحط الرجال کے اس دور میں چند ایک مغتنم ہستیوں میں سے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان میں بے شمار خوبیاں اور بہت سے بزرگوں کی نسبتیں اور برکات جمع کر رکھی تھیں،...... مولانا لدھیانویؒ نے اپنے رواں اور زوردار قلم کو دین کی سنجیدہ دعوت و اشاعت، جدید الحادی فتنوں کی گرفت اور خصوصاً قادیانیت کی تردید اور اس فتنے کی تلبیسات کی نقاب کشائی کے لئے استعمال کیا، آپ مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر تھے، اور عموماً اس طرح کے تنظیمی عہدوں کی وجہ سے انسان میں حب جاہ اور بالخصوص ”اخباری“ بننے کا شوق پیدا ہو جاتا ہے، لیکن حضرتؒ کی زندگی اور کردار میں اس طرح کی باتوں کا دور دور تک کوئی تصور نہیں تھا، آپ کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ وفات کے بعد بھی آپ کی تصویر اخبارات کو اشاعت کے لئے نہ مل سکی، دینی حمیت و غیرت آپ کو اپنے بزرگوں بالخصوص حضرت بنوریؒ سے ملی تھی، آپ کم گو اور کم آمیز مزاج کے مالک تھے، وقت کے قدردان اور فضول اور لایعنی سے کوسوں دور، لیکن اس وصف کے باوجود آپ میں خشکی اور درشتگی کا نام و نشان نہیں تھا......۔

حضرت مولاناؒ کی شہادت صرف ان کے اہل خاندان، شاگردوں اور متعلقین کے لئے ہی نہیں تمام مسلمانوں کے لئے بہت بڑا خسارہ ہے۔اللهم لاتحرمنا اجره ولاتفتنابعده"۔

(جون ۲۰۰۰)

## ماہنامہ سلوک واحسان کراچی :

"یوں تو ہر شخص کے لئے اس عالم میں فنا مقدر ہے اور قسام ازل نے ہر جن وانس بلکہ ہر ذرہ کائنات کے لئے وجود سے قبل ہی فنا تجویز کر رکھا ہے اس سرائے دہر میں روزمرہ انسانوں کی آمد ورفت عرصہ سے جاری ہے جو بھی آیا جانا اس کے لئے لازمی قرار پایا، بقاودوام صرف اور صرف ایک ذات واحد وقہار کیلئے مخصوص ہے لیکن بعض ہستیاں ایسی بھی ہیں جن کی رحلت ہزاروں دلوں کو سوگوار اور ہزاروں آنکھوں کو اشکبار کر جاتی ہے، یہ وہ مقربین بارگاہ شخصیات ہیں جو نہ صرف خود عشق الٰہی سے سرشار ہوتی ہیں بلکہ ان کے طفیل ہزاروں قلوب اس نور محبت سے منور ہوتے ہیں، ان کی کیمیائی نظر قلوب کو رزائل سے صاف کر کے نور باطن سے منور کر دیتی ہے اور قلوب حرص وہوس، کبر ونخوت، ظلم ومعصیت اور حب جاہ ومال سے خالی ہو کر زہد وقناعت، صبر وتوکل، خشیت وانابت اور تعلق مع اللہ سے معمور ہو جاتے ہیں، ان کی زندگی کا ہر لمحہ مخلوق خدا کی رشد وہدایت اور ان کی اصلاح ظاہر وباطن کے کام میں مصروف ہوتا ہے ظاہری اجسام کے اعتبار سے وہ اس عالم میں چل پھر رہے ہوتے ہیں لیکن قلب وروح کے اعتبار سے وہ حضوری بارگاہ رب العزت کے شرف سے مشرف ہوتے ہیں، دنیوی مال ومتاع ان کی نگاہ میں بے وقعت ہوتے ہیں ان کا دل محبوب کے لئے تڑپتا اور بے قرار رہتا ہے اور جب یہ بے چینی اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو انہیں اس وصال کا پروانہ مل جاتا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے : "من احب لقاء الله احب الله لقائه"۔اسی طرح حضرت مجذوبؒ کیا خوب فرماتے ہیں :

کیں بند جو آنکھیں تو مری کھل گئیں آنکھیں
کیا تم سے کہوں پھر مجھے کیا کیا نظر آیا
صد شکر کہ آپہنچا لب گور جنازہ
لو بحر محبت کا کنارہ نظر آیا

صد داغ، بسر زخم، بسر خاک بسر ہے
مجذوب کے سر عشق کا سہرا نظر آیا

ان ہی ہستیوں میں ہمارے سلسلہ کے ایک بابرکت بزرگ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کا شمار بھی ہے جو ۱۳/ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۸/ مئی ۲۰۰۰ء صبح ۱۰/ بجے شہادت پاکر اپنے خالق حقیقی سے جاملے......۔

حضرت اقدسؒ کا وجود مدارس دینیہ، تزکیہ و تصفیہ قلوب کی مجالس کے لئے رحمت، رد فتن، خصوصاً پرویزیت، قادیانیت، اہل بدعت اور رافضیت کے لئے صاعقہ آسمانی تھا، دوسری طرف اعلائے کلمۃ الحق میں جہاد طالبان، جہاد کشمیر وغیرہ کا آپ سہارا تھے، کتنے ہی مدارس اور خانقاہیں آپ کی زیر سرپرستی قائم تھیں، اور کتنے ہی فتن قدیمہ وجدیدہ کا رد آپ کے قلم سے مختلف تصانیف کی صورت میں ظاہر ہو کر ہزاروں، لاکھوں انسانوں کی ہدایت اور ان کے قلوب کی طمانیت کا ذریعہ بنا، ان ساری اعلیٰ دینی خدمات کا حسن ختام شہادت کے مرتبے پر جاکر ہوا.....“۔ (اگست ۲۰۰۰ء)

## ماہنامہ ”الحماد“ کراچی:

”یوں تو دنیا جگہ ہی آنے اور جانے والوں کی ہے، کوئی آتا ہے اور کوئی جاتا ہے اور یہی دنیا کی زندگانی اور حیات کی حقیقت ہے، کسی کا آنا اور کسی کا جانا معمول کا ایک حصہ ہے،....اور ”کل من علیھا فان، کل نفس ذائقة الموت“ کے اٹل قدرتی فیصلے کی تصدیق وشہادت ہے، لیکن بعض جانے والے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کا جانا دلوں پر بجلی بن کر گرتا ہے، آنکھوں میں اندھیرا چھا جاتا ہے، ”فکر فردا اور یاد ماضی“ ڈس ڈس کر چین وسکون غارت کر دیتے ہیں، ان کے جانے پر اگر روتے روتے آنکھیں سوج اور بے نور ہو جائیں تب بھی قرار نہیں آتا، سات سمندر آنسو بہہ جائیں تب بھی چین وسکون میسر نہیں آتا، اگر اللہ کی طرف سے صبر کی جود وسخا نہ ہو تو دھڑکتے دل بند ہو جائیں، مسکراتے چہرے خزاں رسیدہ پتوں کی طرح ماند پڑ جائیں، گھر اجڑ جائیں، ایسے ہی جانے والوں میں علم وعرفان کے بحر بے کراں، مجسمہ زہد وایثار، پیکر تقدس و تقویٰ، کوہ استقامت وجلالت، سلف صالحین کی چلتی پھرتی یادگار، منبع فضائل وکمالات، صبر

ورضا اور توکل کی جیتی جاگتی تصویر، علم کا سمندر، عرفان کا دریا، مجاہد و مجاہد ساز، محقق العصر، عارف کامل، عاشق ختم الرسل، فقہ وافتأ کے عالم بے بدل، تحریر و تقریر کے جوہر یکتا، ختم نبوت کے فدا کار، استاذ الفقہ والحدیث والتفسیر مرشد المجاہدین حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ (جنہیں آج رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہوئے دل دھڑکتا، قلم لرزتا اور ہاتھ کانپتا ہے) مظلومانہ شہادت کے ساتھ عقبیٰ کی طرف روانہ ہوگئے، شاعر سے ترمیم پر معذرت کے ساتھ حضرتؒ کے اس طرح تشریف لے جانے پر عالم بزبان حال پکار رہا ہے:

وماکان شیخ هلکه هلک واحد

ولکن بنیان قوم تهدما

(حضرت شیخؒ کی شہادت ایک فرد کی فنانہ تھی بلکہ وہ قوم کی ایک بنیاد تھی جو ڈھادی گئی)

حضرت لدھیانویؒ کیا گئے علم و فضل، جود و سخا، حلم وو قار، عبادت وریاضت، حمیت وغیرت سب کچھ اپنے ساتھ لے گئے۔

والد محترم پیر طریقت حضرت مولانا عبدالواحد دامت برکاتہم نے حضرت شیخ کے متعلق اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"حضرت اقدس مولانا لدھیانویؒ کی باکمال شخصیت کو کوئی تقریر کے الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا البتہ شاعر کا یہ شعر آپؒ کی ذات و صفات کی کچھ ترجمانی کرتا ہے:

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

شاید اب ہمیں ہزار سال تک حضرت لدھیانویؒ جیسی شخصیت کا انتظار کرنا پڑے، ایسے جوہر یکتا زمانے میں کمیاب بلکہ نایاب ہیں، جو بیک وقت علم و عمل، تحریر و تقریر، تدریس و تعلیم، جہاد و تصوف اور افتأ کے پیکر ہوں......"

(ربیع الاول ۱۴۲۱ھ)

## ماہنامہ ''التجوید'' فیصل آباد :

''...... حضرت مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانویؒ کو شہید کر دیا گیا، مرحوم بڑے نیک دل اور پارسا انسان تھے، مدت العمر جامعہ بنوری ٹاؤن میں درس حدیث دیتے رہے، وہ بڑے قلمکار تھے، انہوں نے سو سے اوپر کتابیں لکھیں، ان کا شمار پاکستان کے چوٹی کے علمائمیں ہوتا تھا.... -

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے عمر بھر قال اللہ و قال الرسول کا پیغام عام کیا، ان سے حدیث کی روایت کرنے والے سینکڑوں نہیں ہزاروں، ملک میں ہی نہیں بیرون ملک بھی ہیں، وہ شخص قلم اٹھاتا تو اختلافی مسائل میں اعتدال کی راہیں تلاش کرتا، انہوں نے مسند رسول کی حفاظت کو زندگی کا ہدف بنایا، وہ اس مسند پر جبراً قبضہ کرنے والوں کے لئے آہنی دیوار بن کر راستہ روک کر کھڑے ہو گئے، ان کے ساتھ نوک قلم سے جہاد کیا اور پسپا کر کے چھوڑا، ان کی تحریروں کو پڑھ کر کھوٹے بھی کھرے ہوئے، بدکار سدھرے اور حقیقت شناس بن کر پچھلی زندگی سے تائب ہو گئے، اور آئندہ زندگی میں راہ منزل کو تلاش کرنے میں کامیاب ٹھہرے، اہل دل کہتے ہیں کہ مفتی محمد یوسف لدھیانوی کا قتل نہیں ہوا، قتل تو انسانیت کا ہوا ہے، خون محبت کا بہا، رواداری کا گلا گھونٹ دیا گیا، سوال یہ ہے کہ اس انسانیت کا قاتل کون ہے ؟ حارث، محاسب، محتسب ؟ ان شاء اللہ سب ''یتخبطه الشیطان من المس'' سے دوچار ہوں گے، میں کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں ؟ (مئی / جون ۲۰۰۰ء)

## ماہنامہ البنوریہ کراچی :

''۱۸ / مئی ۲۰۰۰ء کا دن مسلمانان پاکستان کے لئے خصوصاً اور عالم اسلام کے لئے عموماً ایک سیاہ اور تاریک دن ثابت ہوا، اس دن اسلام کا ایک بطل جلیل، شریعت مطہرہ کا مایہ ناز سپوت، ناموس رسالت ﷺ کا عظیم سپاہی، تحفظ ختم نبوت کا بے باک مجاہد، طریقت کے میدان کا بلند و بالا مینار، کلام الٰہی کا بہترین مفسر، احادیث رسول ﷺ کا کامیاب شارح، عوام کی دینی الجھنوں کا بآسانی سلجھانے والا، ہر دلعزیز، روحانی امراض کا سرجن، صحافت کے میدان کا سرخرو صحافی، ادب کی دنیا کا شہہ سوار، وقت کا بہترین نباض، علمی دنیا کا بحر ذخار، امت کے غموں کا اتھاہ سمندر، مایوس لوگوں کے لئے امید کا وسیع جزیرہ، خطابت کا بے تاج بادشاہ، عظیم مفکر،

مدبر، دانشور، ورع و تقویٰ کا پیکر، شفقتیں بکھیر نے والا پاکستان کا ''علی میاں'' دہشت گردی کے نتیجے میں لقمہ اجل بن گیا......۔

حضرت مولاناؒ نے تحفظ ختم نبوت کو اپنی زندگی کا مشن بنایا ہوا تھا اور اس کاز کیلئے اپنی زندگی وقف فرمارکھی تھی، اس موضوع پر آپ نے درجنوں کتابیں تصنیف فرمائیں اور نہایت سلیس، آسان اور مٹھاس میں ڈوبی ہوئی زبان میں انتہائی ناصحانہ انداز میں قادیانیوں کو دلائل کی روشنی میں دعوت اسلام دیتے رہے، اس کے علاوہ آپؒ کی تدریسی خدمات بھی ایک طویل عرصے سے جاری تھیں......۔

بے شمار مدارس کی سرپرستی بھی مولاناؒ کی خدمات کا ایک عظیم حصہ ہے، تبلیغی جماعت کے ساتھ نہ صرف محبت رکھتے تھے بلکہ عملی طور پر بھی ان کے ساتھ شریک رہے، غرض کہ مولانا نے دینی خدمات کے تمام شعبوں کو بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ اپنایا ہوا تھا اور اپنی دین دارانہ صلاحیتوں کو نہایت دیانت داری کے ساتھ زندگی کے آخری سانس تک استعمال فرماتے رہے، ایک ایسے وقت میں مولانا کو ہم سے جدا کر دیا گیا جب کہ بلاشک وشبہ آسمان دنیا کے نیچے پوری امت ان کی علمیت، رہنمائی، شفقتوں اور دعاؤں کی محتاج تھی، جذباتیت سے عاری، جاذبیت سے بھرپور، انتہائی معتدل شخصیت کا نام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ تھا، تحفظ ناموس رسالتؐ کے قافلے کا یہ سالار ہم سے چھین لیا گیا، ایک ایسے موقع پر جہاں قدم قدم پر امت کو رہنمائی کی ضرورت تھی، یہ عظیم رہنما گولی کے زور پر امت سے جدا کر دیا گیا.....۔

ماہنامہ ''البنوریہ'' اس المناک، اندوہناک حادثے پر عالم اسلام کے اس عظیم اور ناقابل تلافی نقصان پر نہایت مغموم دل کے ساتھ اپنی پوری دینی و علمی برادری اور مولانا کے خاندان کے غم میں برابر کا شریک ہے......''۔ (جون ۲۰۰۰ء)

## ماہنامہ انوار ختم نبوت لاہور:

''پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی میں ۱۸/ مئی کو دن دہاڑے، بھرے بازار میں دہشت گردی کی اندوہناک واردات میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر، پاکستان کے نامور عالم دین مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید کر دیئے گئے۔ انا للہ وانا الیہ

راجعون۔

مولانالدھیانوی مرحوم ایک جید عالم دین اور عظیم روحانی شخصیت ہی نہیں تھے بلکہ وہ بیک وقت بلند پایہ محدث، محقق، مفکر، مدبر، مدرس، مصنف اور مبلغ بھی تھے، مولانا مرحوم کی شخصیت، ان کے علمی، تحقیقی اور تبلیغی کام کو پاکستان ہی نہیں بلکہ دنیائے اسلام میں نہایت احترام وعقیدت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا، ان کی شہادت نہ صرف پاکستان بلکہ عالم اسلام ایک ممتاز اور نامور عالم دین سے محروم ہوگیا ہے، ان کی شہادت سے پیدا ہونے والا خلأپُر ہونا مشکل ہے...... ملت اسلامیہ ایک عظیم مفکر، مدبر، مصنف، اور مؤرخ سے محروم ہوگئی...... مولانا مرحوم کی خدمات ہمیشہ یادرکھی جائیں گی......۔" (صفر، ربیع الاول ۱۴۲۱ھ)

**ماہنامہ الارشاد:**

"...... حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شہادت سے عالم اسلام میں جو روحانی وعلمی خلأ پیدا ہوا ہے اس کا مستقبل میں پُر ہونا ممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے

ہم حضرت اقدس شہیدؒ کے پسماندگان اور تمام اہل حق کے غم میں برابر کے شریک ہیں، غم شہادت کا نہیں، ان کی جدائی کا ہے، کہ نہ صرف علمأ اور طلبأ بلکہ مجاہدین بھی ایک شجر سایہ دار سے محروم ہوگئے ہیں......۔

شیخ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ مکمل طور پر ایک غیرسیاسی شخصیت تھے، وہ کبھی جلسے جلوس کے مردِ میدان نہیں رہے، کبھی ان کی تصویر کہیں شائع نہیں ہوئی، مگراس کے باوجود وہ علم وعمل کی جامع شخصیت، اخلاص وللہیت کے پیکرِ مجسم، شرافت وبزرگی کا عنوان اور وقت کے ولیٔ کامل تھے......" (جون ۲۰۰۰ء)

**ماہنامہ الاحرار لاہور:**

"۱۸/ مئی کی صبح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر اور معروف وممتاز عالم دین حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کو چند سفاک دہشت گردوں نے سرِبازار شہید کردیا......۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ جیسی غیر متنازعہ علمی ودینی شخصیت کا بہیمانہ قتل صرف پاکستان کا نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کا نقصان ہے اور ایسا نقصان جس کی تلافی کبھی نہ

ہو سکے گی...... مولانا جیسی دینی و علمی شخصیات روز روز پیدا نہیں ہوتیں، ان کی خدمات نا قابل فراموش ہیں، انہوں نے علم و عمل کے جو چراغ روشن کئے ہیں وہ ہمیشہ جگمگاتے رہیں گے"۔

## ماہنامہ المسعود راولپنڈی:

۱۸/ مئی ۲۰۰۰ء بروز جمعرات کو ملکی تاریخ میں ایک سیاہ باب کا اضافہ ہوا، جب دشمنان اسلام نے عالم اسلام کے عظیم اسکالر، استاد الحدیث، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی پر اندھا دھند فائرنگ کر کے انہیں شہید کر دیا، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اسلام کے ہیرو تھے، ان کی خدمات کا شمار ممکن نہیں، جہاں وہ روزانہ درس حدیث سے تشنگان علوم حدیث کی پیاس بجھاتے، وہاں وہ ہر وقت ہر لمحہ عالم اسلام کے خلاف ہونے والی سازشوں کو بے نقاب کرنے میں مصروف رہتے، آپ نے فتنہ قادیانیت کے رد میں وہ دلائل و براہین دیئے کہ قادیانیوں کے لئے ان کا جواب دینا ممکن نہ رہا، آپ کے دست حق پرست پر ہزاروں غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا، آپ کی کتابیں پڑھ کر ہزاروں گم گشتہ راہ صراط مستقیم پر آئے، آپ نے مدارس دینیہ کی سرپرستی فرمائی جہاں سے نکل کر بے شمار وارثانِ دین نے دینِ اسلام کی خدمت کو اپنی زندگی کا مشن بنایا، آپ نے مجاہدین اسلام کے سروں پر دستِ شفقت رکھا،...... خود مولاناؒ کی زندگی کی بڑی خواہش بھی شہادت کی موت تھی جو اللہ رب العزت نے پوری کر دی، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شخصیت کا اثر زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والوں پر تھا، آپؒ سے ہزاروں لوگوں نے اصلاحی اور روحانی تعلق قائم کر کے اپنی ظاہری و باطنی اصلاح کی، جس نے آپؒ کی کتابوں، تقریروں اور تدریس سے استفادہ کی وہ ہمیشہ کیلئے آپ کا گرویدہ بن گیا....."۔ (جون ۲۰۰۰ء)

## تعمیرِ حیات لکھنو:

"ریڈیو اور اخبارات کے ذریعہ اس اندوہناک خبر نے پورے برصغیر کے دینی و علمی طبقہ کو سکتہ میں ڈال دیا کہ ۱۸/ مئی ۲۰۰۰ء کی صبح کو پاکستان کے مشہور و معروف عالم دین اور بزرگ مولانا محمد یوسف لدھیانوی کو سفاکانہ طور پر شہید کر دیا گیا، اور اس طرح ملتِ اسلامیہ کو ایک عظیم قیمتی سرمایہ سے اس وقت محروم کر دیا گیا جب کہ اس کو اس کی اور زیادہ ضرورت تھی،

اللہ تعالیٰ ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے، اور ہمیں ان کا نعم البدل عطا کرے۔

وہ ایک سنجیدہ اور بردبار دینی رہنما، مصنف و محقق، اور کم از کم پاکستان میں صف اول کے اکابرین میں تھے، تین ماہ بھی نہیں گزرے کہ ان کے متوازن قلم سے حضرت مخدوم و مربی مولانا سید ابو الحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ پر محبت و عقیدت اور عظمت سے بھرپور شذرہ "بینات" کراچی میں جس کے وہ مدیر تھے سامنے آیا تھا، جس میں انہوں نے اپنے ممدوح مرحوم کے بارے میں تحریر کیا تھا کہ جن پانچ شخصیتوں سے میں زیادہ متاثر ہوا، اور ان کی عظمت ہمارے دل میں رچ بس گئی، ان میں سے ایک یہی حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ تھے، کسے کیا معلوم تھا کہ یہ محبّ مخلص صادق اپنے محبوب و مخدوم سے اتنی جلدی جا ملے گا۔

مولانا مرحوم دل دردمند رکھنے والے اور قوم و ملت کی فکر رکھنے والے عالم دین تھے، احقاق حق اور ابطال باطل کیلئے وہ مصروف عمل رہتے ہوئے وہ اپنے رفیق اعلیٰ کے حضور جا پہنچے، جہاں ان کو اب اپنی خدمات و مساعی کا بہتر سے بہتر بدلہ ملنا ہے، اور اس سے اچھا بدلہ دے ہی کون سکتا ہے؟ لیکن یہ ضرور افسوس اور شرم کی بات ہے کہ! اس دور قحط الرجال میں کہ جس میں سچے مخلص اور باحمیت و باعمل لوگ کمیاب ہی نہیں نایاب ہوتے نظر آرہے ہیں، ایسے نابغۂ روزگار لوگوں کی ایسی ناقدری کی جائے......"۔ (۲۵جون ۲۰۰۰ء)

## ہفت روزہ ضرب مومن کراچی:

"حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی قدس سرہ کی المناک شہادت پوری ملت کے لئے شدید ترین المیہ اور افسوس ناک ترین سانحہ ہے، حضرت محض ایک بلند پایہ عالم دین ہی نہ تھے بلکہ اس دور کے عظیم دانش ور، ادیب، مفکر، محقق، مصلح اور رہنما تھے، آپ خاموشی سے، لیکن بہت ہی دلسوزی اور ہمہ گیری کے ساتھ مختلف محاذوں پر علمی، اصلاحی، دینی اور روحانی خدمات انجام دے رہے تھے، آپ کی تحریریں، بیانات، تصانیف اور اصلاحی مواعظ ملت کے ایک بڑے طبقے کی دینی رہنمائی اور اصلاح کا ذریعہ تھے، جدید تعلیم یافتہ طبقے سے لے کر نیم خواندہ عوام تک سب آپ کی تحریروں کے گرویدہ اور آپ کی مشفقانہ شخصیت کے عقیدت مند تھے، خصوصاً ہمارے معاشرے کا وہ طبقہ جو مغرب زدہ اور مغرب کی مادی و سائنسی ترقی سے مرعوب ہے، حضرت کی نگارشات پر بہت اعتماد اور آپ کے سنجیدہ و متین قلم کو بہت پسند کرتا

تھا اور یہ ایسی صفات ہیں جو انحطاط کے اس دور میں خال خال ہی پائی جاتی ہیں، اس بنا پر پوری ملت اسلامیہ خصوصاً پاکستانی قوم کے لئے عظیم سرمایہ تھے اور ان سے محرومی زبردست نقصان ہے......۔

حضرت خالص عالمانہ اور ٹھیٹھ درویشانہ مزاج رکھتے تھے، اپنی علمی مصروفیات اور فرائض منصبی کی ادائیگی کے علاوہ انہیں کسی چیز سے سروکار نہ تھا، ایسی درویش منش اور فرشتہ صفت شخصیت پر حملہ قومی سانحہ ہے...... ان کی شہادت ایک فرد کی وفات نہیں پوری ملت کے قیمتی سرمایے کا ضیاع ہے......۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت سے صرف ان کے متعلقین، تلامذہ اور مریدین کو ہی صدمہ نہیں پہنچا، تمام دینی جماعتوں اور دین دار عوام کو دھچکا لگا ہے، ایسی بابرکت ہستیوں کا کسی معاشرے سے اٹھ جانا بہت ہی خطرناک علامت ہے......۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کے تلامذہ، منتسبین و متعلقین کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے......"۔ (۲۱ تا ۲۷ ر مضان مطابق ۲۶ مئی ۲۰۰۰ء)

## ہفت روزہ فرائیڈے اسپیشل کراچی:

"کراچی کی گلیوں، سڑکوں نے یوں تو نہ معلوم کتنے ہی بے گناہوں کا خون اپنے اندر جذب کیا ہے، لیکن ۱۸ / مئی ۲۰۰۰ء کی صبح ایک ایسا مردِ قلندر کراچی میں جاری دہشت گردی کی بھینٹ چڑھ گیا، جو اپنی ذات میں انجمن تھا، صفات میں محسن و مستحسن تھا، آفتابِ علم و حکمت تھا، اس نے بہترین قرآن سیکھا اور تادمِ آخر اپنے عمل سے دوسروں کو سکھاتا رہا، حق اور باطل میں فرق واضح کرنے کا اسلوب اس قدر سادہ اور جامع تھا کہ معمولی سے معمولی علم رکھنے والا بھی ان کی طرف سے ابلاغ کی گئی بات پوری طرح سے سمجھ لیتا تھا......"۔ (۲۶ / مئی ۲۰۰۰ء)

## نداء الاسلام شهريه اسلام آباد:

"ولقد كان للشيخ محمد يوسف اللدهيانوى رحمه الله وغفرله، منزلة كبيرة لدى العلماء وعامة المسلمين، فقد كان عالماً جليلاً متضلعاً متخصصاً فى علوم التفسير والحديث والفقه والافتاء، وكاتباً مجيداً نشرت له مقالات كثيرة فى الصحافة المحلية، وتتجاوز مولفاته الاسلامية القيمة ۳۰ كتاباً، وتولى رئاسة التحرير لعدد من

المجلات منها مجلة بينات الشهرية ومجلة ختم النبوة، وكما كان من أبرز المتخصصين القلائل في موضوع الرد على القاديانية، وامتدت نشاطاته الدعوية الى بلدان كثيرة في أفريقيا وآسيا، وأسس سلسلة من مدارس اقرأ التي تعمل داخل كراتشي لها فروع كثيرة.....

ونرفع عزاء نا الى أبناء الشيخ محمد يوسف اللدهيانوي، والى رئيس جامعة العلوم الاسلامية فضيلة الشيخ الدكتور عبدالرزاق اسكندر ومدرسيها وعلماء ها وطلابها، والى أسرة تحرير مجلة "بينات" ومجلة "ختم النبوة" حيث نشاركهم في أحزانهم، ونسأل الله تعالى أن يتغمدهم برحمته ويدخلهم جنة الفردوس، آمين، انه سميع مجيب۔" (جون ۲۰۰۰ء)

## سہ ماہی مجلّہ الفرید :

"عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کو گزشتہ دن کراچی میں بے دردی کے ساتھ شہید کردیا گیا جس سے ملک بھر میں غصے کی لہر دوڑ گئی۔

جنرل ضیأ کے وقت سے دیوبندی مکتبہ فکر کے اکابر علمأ کو ایک منظّم سازش کے تحت قتل کیا جارہا ہے لیکن افسوس کہ کوئی قاتل گرفتار نہیں ہوپاتا، .... مولانا موصوف نے قادیانیت کے خلاف جو کام کیا تھااور اسلام وپاکستان کو اس فتنہ سے خبر دار کرنے کے لئے جو محنت کی وہ انہیں کا حصہ ہے۔"

............☆............

......ان تمام امور کو تسلیم کر لینے کے بعد بھی علمأ کرام کو یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ اگر ایک بار دینی مدارس سرکاری تحویل میں دے دیئے گئے اور انہیں قانون کے شکنجے میں کس دیا گیا تو ان کی حیثیت خالص سرکاری اداروں کی ہو گی، آج اگر ایک نیک دل حکمران ہے اور وہ دینی مدارس کو پھلتے پھولتے دیکھنا چاہتا ہے تو کل ایک ایسا شخص بھی آسکتا ہے جو دین اور دینی مدارس کا بدترین دشمن ہو۔ سرکاری تحویل میں چلے جانے کے بعد دینی مدارس صرف نام کے دینی مدارس ہوں گے ورنہ عملاً وہ خالص سرکاری ادارے ہوں گے، اور ان کی کارکردگی سرکار عالی مدار کے تابع ہو گی۔ اس لئے یہ مجوزہ منصوبہ اپنے ابتدائی حالات میں کتنا ہی معصوم اور بے ضرر نظر آتا ہو، لیکن اس کا انجام دینی مدارس کو حکمرانوں کا کھلونا بنانے کے سوا کچھ نہ ہو گا۔ اگر علمائے کرام کو یہ صورت حال گوارا ہے تو بڑے شوق سے اس منصوبہ کو قبول فرماکر مراعات سے فیض یاب ہو سکتے ہیں۔......